حجاب اور اس کی مشروعیت قرآن کی نظر میں

مولف: مولانا سید اطہر عباس رضوی الہ آبادی

لفظِ حجاب کا استعمال قرآنِ کریم میں سات مختلف مقامات پر ہوا ہے اور ان تمام موارد میں لفظِ حجاب ہر رخ سے کسی دوسری چیز کو دیکھنے سے مانع ہونے کے معنی میں ہے؛ البتہ ان موانع میں سے کچھ حسّی اور مادّی ہیں ور کچھ غیر حسّی اور معنوی ہیں۔ ہم ذیل میں ان تمام آیتوں کا ایک مختصر جائزہ لینے کی کوشش کر رہے ہیں جو حجاب پر مشتمل ہیں:

۱۔ سورۂ ص، آیت ۳۲ : فَقَالَ إِنِّي أَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّي حَتَّىٰ تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ۔[۱] ابن اثیر کے نزدیک حجاب سے مراد، افق ہے۔[۲] بعض مفسرین کے نزدیک اس سے مراد خورشید کا پنہاں ہونا ہے، اور یہی اقوی ہے کیونکہ اس کی تائید امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی حدیث سے بھی ہوتی ہے: قَالَ الْاِمَامُ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اِنَّ سُلَيْمَان بن دَاوود عَلَيْهِ السَّلَامُ عَرَضَ عَلَيْه ذَاتَ يَوم بِالعَشِيِّ الْخَيْلُ فَاشْتَغَلَ بِالنَّظَرِ اِلَيْهَا حَتّٰى تَوارَتِ الشَّمْسُ بِالْحِجَابِ۔[۳]

۲۔ سورۂ مریم، آیت ۱۷ " فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُونِهِمْ حِجَابًا فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا" [۴] اس آیت میں مفسّرین کے نزدیک حجاب سے مراد دیوار[۵] ہے۔

۱۔ اس وقت جناب سلیمان نے فرمایا: میں ذکر خدا کی سربلندی کے لئے خیر و نیکی یعنی جہاد کے گھوڑوں کو دوست رکھتا ہوں یہاں تک کہ خورشید نگاہوں سے پنہاں ہوگیا۔

۲۔ ابن اثیر، النہایہ فی غریب الحدیث والاثر؛ مادّہ حجب

۳۔ من لا یحضرہ الفقیہ، ج۱، ص ۲۰۲، بحار الانوار، ج۷۹، ص ۳۴۱۔

۴۔ اپنے اور ان کے درمیان ایک پردہ ڈال دیا تو ہم نے اپنی روح کو ان کی جانب بھیجا جو ان کے سامنے ایک عادی مرد کی صورت میں نمایاں ہوا۔

۵۔ طوسی، محمد بن حسن، التبیان فی تفسیر القرآن، ج۷، ص ۱۰۲

۳۔ سورۂ احزاب، آیت ۵۳ " وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ۚ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ "[۱] اس آیت میں (جو ازواج پیغمبر ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مختص ہے) حجاب سے مراد پردہ جیسی کوئی چیز ہے جو ازواج پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھنے سے مانع ہو۔

۴۔ سورۂ اعراف، آیت ۴۶ "وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ"[۲]۔ اس آیت میں بھی لفظ حجاب کو کوئی محسوس چیز سمجھا جا سکتا ہے جو دیدار سے مانع ہو۔

ان موارد کے بعد جن آیتوں میں بھی لفظ حجاب استعمال ہوا ہے وہاں پر حجاب سے مراد، معنوی اور غیر حسّی مانع اور پردہ ہے۔

۵۔ سورۂ شوریٰ، آیت ۵۱ "وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ"[۳] چونکہ خداوند متعال کو ظاہری آنکھوں سے دیکھنا ممکن نہیں ہے اس لئے مجازاً اس کو پس پردہ گفتگو سے تعبیر کیا گیا ہے۔

۶۔ سورۂ فصّلت، آیت ۵ "وَمِنْ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ إِنَّنَا عَامِلُونَ "[۴] مفسرین کے بقول یہاں پر حجاب سے مراد، کفار کا پیغمبرؐ سے اختلاف اور دین میں آپ کی مخالفت کرنا ہے۔

۷۔ سورۂ اسراء، آیت ۴۵" وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ حِجَابًا مَسْتُورًا "[۵] یہاں پر حجاب سے مراد، کفار کا قرآن کے معانی و مطالب کو درک نہ کرنا ہے۔

ان تینوں مذکورہ بالا آیات میں قرآن کا مطلوب و مقصود جیسا کہ صاف نظر آرہا ہے یہ ہے کہ ان موارد میں لفظِ حجاب، پردہ یا کسی ایسی چیز کے معنی میں ہے جو دیدار سے مانع ہو۔

۱۔ اور جب ازواج پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی چیز طلب کرو تو پس پردہ طلب کرو اور یہ بات تمہارے اور ان کے قلوب کے لئے زیادہ پاکیزہ تر ہے۔
۲۔ اور ان کے درمیان پردہ ڈال دیا جائے گا اور اعراف پر کچھ لوگ ہوں گے۔
۳۔ اور کسی بشر کے لئے یہ بات موزوں نہیں کہ خدا اس سے کلام کرے مگر بذریعۂ وحی یا پھر پس پردہ۔
۴۔ اور ہمارے اور تمہارے درمیان پردہ حائل ہے لہٰذا تم اپنا کام کرو اور ہم اپنا کام کر رہے ہیں۔
۵۔ اور جب تم قرآن پڑھتے ہو تو ہم تمہارے اور آخرت پر ایمان نہ رکھنے والوں کے درمیان پردہ ڈال دیتے ہیں۔

حجاب کے لغوی معنی

اہل لغت کی رو سے یہ لفظ بصورت متعدی اور پردہ میں قرار دینے کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ ابن درید کہتا ہے: ’’ حَجَبْتُ الشَّئَ..اِذَا سَتَرتُہ،وَالحِجَابُ:السِّتْرُ...اِحتَجَبَتِ الشَّمْسُ بِالْحِجَابِ اِذَا تَسَتَّرَتْ فِیْہِ‘‘۔[۱]

حجاب اس پوشاک اور کپڑے کو کہتے ہیں جو کسی چیز پر محیط ہوتا ہے اور اس کو ڈھانپ لیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حجاب کو پردہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جب خورشید بادل میں چھپ جاتا ہے تو ایسے موقع پر عرب کہتے ہیں: ’’ اِحتَجَبَتِ الشَّمْسُ بِالْحِجَابِ‘‘۔ فیومی اس لفظ کی یوں وضاحت کرتا ہے: حجب فعل متعدی ہے اور اس کا استعمال مانع ہونے کے معنی میں ہوتا ہے۔ پردہ کو حجاب اسی لئے کہتے ہیں کیونکہ وہ دیکھنے سے مانع ہوتا ہے، اور دربان کو حاجب اسی لئے کہتے ہیں کیونکہ وہ دوسرے افراد کو گھر میں داخل ہونے سے منع کرتا ہے۔ جیسا کہ پہلے بھی عرض کر چکے ہیں کہ اس لفظ کا استعمال در اصل جسمانی موانع میں ہوتا ہے لیکن بعض موارد میں اس کا استعمال معنوی موانع میں بھی ہوتا ہے۔[۲]

کلام اہل لغت کی روشنی میں یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ عربی زبان میں حجاب اس پوشاک، اور چادر وغیرہ کو کہتے ہیں جو پوشیدہ کی ہوئی چیز کو دیکھنے سے مانع ہو۔ شہید مطہری قدس سرہ اس لفظ کے بارے میں اپنی لغوی تحقیقات کا نتیجہ اس طرح پیش کرتے ہیں:

لفظِ حجاب پہننے کے معنی میں بھی ہے اور پردہ و حاجب کے معنی میں بھی ہے اور یہ لفظ زیادہ تر پردہ کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ یہ لفظ اس پہلو سے پوشش کے مفہوم کی عکاسی کرتا ہے کہ پردہ، پردہ پوشی کا وسیلہ اور ذریعہ ہوتا ہے۔ شائد یہ بات کہنا غلط نہ ہو کہ اصل لغت کی رو سے ہر پوشش حجاب نہیں ہے بلکہ وہ پوشش حجاب ہے جو پشت پردہ واقع ہونے کی راہ سے سمجھ میں آئے۔[۳]

۱۔ محمد ابن درید، جمہرۃ اللغۃ، ذیل مادّۂ حجب

۲۔ احمد فیومی، مصباح المنیر، واژہ حجب: «حجبہ حجبا من باب قتل مِنْہُ وَمِنْ ھقیل للستر حجاب لانہ یمنع المشاھدۃ وقیل للبواب حاجب لانہ یمنع من الدخول و الاصل فی الحجاب جسم حائل بین جسدین و قد استعمل فی المعانی.«. ...

۳۔ مرتضی مطہری، مجموعہ آثا، ج۱۹، ص ۴۳۰-۴۲۹.

قرآن اور حدیث میں بھی اس لفظ کا استعمال کسی خاص معنی میں نہیں بلکہ اسی لغوی معنی میں ہوا ہے [۱]۔ چنانچہ قرآن کریم میں جناب سلیمان کی داستان میں غروب خورشید کی یوں توصیف کی گئی ہے: ''حتی توارت بالحجاب'' جیسا کہ مادی موانع میں اس کا ذکر گزر چکا ہے۔ سورۂ شوری کی آیت ۵۱ اور سورہ احزاب کی آیت ۵۳ میں بھی لفظ حجاب کا استعمال اسی معنی میں ہوا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام مالک اشتر کو اپنے تحریر کردہ اصول حکمرانی میں فرماتے ہیں: '' فَلَا تُطَوِّلَنَّ اِحۡتِجَابَكَ عَنۡ رَعِيَّتِكَ'' یعنی دیکھو زیادہ دنوں تک خود کو اپنی رعایا سے پوشیدہ نہ رکھنا، بلکہ ان کے درمیان رہنا، مبادا حاجب و دربان تمہیں لوگوں سے جدا کردیں۔ [۲]

حجاب کے اصطلاحی معنی

عرفان اور طب جیسے علوم اور شائد دوسرے علوم میں بھی حجاب کی اپنی مخصوص اصطلاح ہے [۳]۔ لیکن موضوع بحث عنوان میں جو ایک فقہی مسئلہ ہے اس کے کوئی خاص معنی نہیں ہیں۔ یہ لفظ، فقہ میں اپنے اسی لغوی معنی میں استعمال ہوا ہے اور کوئی جدید معنی اس کے لئے اختیار نہیں کئے گئے ہیں اور وہ معنی دو چیز کے درمیان حائل، پردہ سے عبارت ہے۔

عورت کی پوشاک اور چادر وغیرہ کے لئے لفظِ حجاب کا استعمال نسبتاً نئی اصطلاح ہے۔ پرانے دور میں اور خاص طور پر فقہائے عظام کی اصطلاح میں حجاب کی جگہ لفظِ ستر کا استعمال [جو کہ پوشش کے معنی میں ہے] شائع تھا۔ فقہائے عظام نے کتاب الصلوۃ [۴] اور کتاب النکاح [۵] میں اس تعلق سے گفتگو کرتے وقت لفظِ ''حجاب'' کی جگہ لفظ '' ستر'' استعمال کیا ہے۔

کاش یہ لفظ بدلتا نہیں اور ہمیشہ اسی لفظ ستر [پوشش] کا استعمال ہوتا، کیونکہ جیسا کہ عرض کیا لفظِ حجاب کا شائع مفہوم، پردہ ہے اور اگر ایک مخصوص قسم کی پوشاک اور پوشش کے معنی میں استعمال ہوتا ہے تو پشت

۱۔ ابوالقاسم راغب اصفہانی، مفردات راغب، ذیل مادہ ''حجب''
۲۔ مرتضی مطہری، سابق حوالہ، ج ۱۹، ص ۴۳۰۔
۳۔ ر.ک: علی اکبر دہخدا، لغتنامہ دہخدا، ذیل مادۂ حجاب
۴۔ ر.ک: حسن نجفی، جواہر الکلام، ج ۸، ص ۱۶۲-۱۷۵۔
۵۔ سابق حوالہ، ج ۲۹، ص ۷۵-۸۰۔

پردہ واقع ہونے کے لحاظ سے ہے، اور یہی امر باعث ہوا کہ بہت سے لوگ گمان کریں کہ اسلام چاہتا ہے کہ عورت ہمیشہ پشت پردہ اور گھر کی چہار دیواری میں رہے اور گھر کے باہر قدم نہ نکالے۔ اسلام میں عورت کا پردہ یہ ہے کہ عورت، مردوں کے ساتھ معاشرت میں اپنے بدن کو چھپائے اور تجمل وآرائش اور خود نمائی سے پرہیز کرے۔ چنانچہ اس موضوع سے مربوط آیات میں اسی معنی کا لحاظ کیا گیا ہے اور فقہائے عظام کے فتووں سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے۔ حجاب سے مربوط آیتوں میں لفظِ حجاب کا کہیں بھی ذکر نہیں ہے۔ جو آیات اس بارے میں ہیں[آیات مبارکہ سورہائے نور واحزاب]، وہ آیات لفظِ حجاب کا ذکر کئے بغیر، پوشاک و پوشش [پردہ]اور زن و مرد کے معاشرتی اختلاط و ارتباط کے حدود و قیود کو بیان کرتی ہیں۔ ازواج پیغمبرؐ سے مخصوص ہے فقط ایک آیت ایسی ہے جس میں لفظ حجاب استعمال ہوا ہے :[۱] " وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعاً فَاسْأَلُوهُنَّ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ "۔ آیت لفظِ حجاب پر مشتمل ضرور ہے لیکن آیت ازواج پیغمبرؐ کے حجاب کی گفتگو سے اجنبی اور بیگانہ ہے بلکہ یہ بیان کیا جارہا ہے کہ جب ان سے کوئی چیز مانگو تو تمہارے اور ان کے درمیان کوئی چیز حائل ہونی چاہئے۔ ان کے روبرو جاکر اور بالمشافہہ ان سے کوئی چیز طلب نہ کرو۔

اس لفظ کے جدید اصطلاحی معنیٰ، اس پوشش و پوشاک اور لباس کے ہیں جسے عورت کو نامحرموں کے سامنے زیب تن کرنا چاہئے اور تجمل وآرائش اور خود نمائی سے پرہیز کرنا چاہئے۔ اس مقالہ میں بھی اسی اصطلاحی معنی کو ملحوظ رکھا گیا ہے، نہ کہ عورتوں کی پردہ نشینی کو کہ وہ محض خاتون خانہ بن کر گھروں کی چہار دیواری کے اندر رہیں۔ اس بات میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ حجاب اس مقدار میں ادیان ابراہیمیؑ کے مشترک احکام میں سے ایک ہے[۲] اور اسلام کے ضروری احکام کا ایک لازمی جز ہے اور اس بات پر تقریباً تمام اسلامی فرقوں کا اتفاق ہے۔

مذکورہ بالا ساتوں آیات میں جہاں حسّی اور غیر حسّی مانع کے طور پر لفظ حجاب کا استعمال ہوا ہے، وہ اس حکم شرعی سے علیحدہ اور جدا ہے جو ہمارا مطلوب اور مقصود ہے۔ وہ حکم شرعی جو ہمارا مطلوب و مقصود ہے وہ دوسری آیتوں کے ضمن میں اور حجاب کی تعبیر کے ماسوا نہایت بلیغ تعبیر کے ساتھ بیان ہوا ہے۔ کیونکہ

۱۔ مرتضی مطہری، سابق حوالہ، ج ۱۹، ص ۴۳۰-۴۳۱۔
۲۔ محمد علی ایازی، فقہ پژوہی قرآنی، ص ۱۹۲-۱۹۴۔

جیسا کہ عرض کیا حجاب، مانع دیدار ہے اور اس کی روشن دلیل سورۂ احزاب کی آیت ۵۳ ہے جو مسلمانوں کو حکم دیتی ہے کہ " جب ازواج پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی چیز طلب کرو تو پسِ پردہ طلب کرو" یہ حکم اس لئے ہے کہ وہ ازواج پیغمبر کو نہ دیکھیں اور وہ ہر طرح سے ان کی دید سے پوشیدہ ہوں یہاں تک کی ان کی آنکھیں بھی معرض دید سے باہر ہوں، خلاصہ گھر کے باہر سے طلب کریں، جبکہ دیگر عورتوں کے لئے حجاب سے مراد اور مقصود قطعی طور پر یہ نہیں ہے کہ ان کے جسم کا ہر عضو بھی پوشیدہ رہے۔ یہی وجہ ہے کہ عورت کے حکمِ حجاب کو ہم دوسری آیتوں میں اس طرح ملاحظہ کرتے ہیں: " يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ "[احزاب/۵۹] اے پیغمبر اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مومنین کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی چادروں کو اپنے جسموں سے نزدیک رکھیں۔ اس کے علاوہ یہ آیت " وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ "[نور/۳۱] اور آشکارا نہ کریں اپنی زینتوں کو سوائے اس کے جواز خود ظاہر ہے، اور چاہئے کہ اپنی اوڑھنی کو اپنے گریبان پر ڈالیں۔

حجاب سے مربوط آیتوں کا تفصیلی جائزہ لینے سے پہلے حکمِ حجاب سے مربوط آیات میں استعمال شدہ کلیدی الفاظ کا ایک تحقیقی جائزہ:

۱۔ جلباب

کتب لغت کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اہل لغت نے اس لفظ کو صحیح طور پر نہیں پہچنوایا ہے۔ جلباب، جلابیب اور تجلبب [جلباب پہننا] کا استعمال متعدد بار امیر المومنین علی علیہ السلام کے خطبات، مکتوبات اور کلمات قصار میں ہوا ہے۔[خطبات ۱۸۳، ۱۵۳، ۸۷، ۶۶، ۴؛ مکتوبات ۶۵، ۱۹، ۱۰ اور کلمۂ قصار ۱۲] اس کے علاوہ یہ لفظ متعدد بار روایات میں بھی دیکھنے کو ملتا ہے۔ روایات میں جہاں یہ لفظ دکھائی دیتا ہے ان میں سے ایک مورد حدیث عائشہ ہے: (وَكَانَ رَانِي [صفوان] قَبْلَ الحِجَابِ، فَاسْتَيْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهِ حِيْنَ عَرَفَنِي، فَخَمَّرْتُ وَجْهِي بِجِلْبَابِي) دوسرا مورد سنن دارمی باب مناسک میں نظر آتا ہے: [سَدَلَتْ إِحْدَانَا جِلْبَابُهَا مِنْ رَاسِهَا عَلَىٰ وَجْهِهَا] اس کے علاوہ ایک اور مورد خطبۂ فدکیہ ہے (لَاثَتْ خُمَارُهَا عَلَىٰ رأْسِهَا وَاشْتَمَلَتْ بِجِلْبَابِهَا) اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ جلباب کیا ہے؟ اور کس طرح کی پوشاک کو جلباب کہا جاتا ہے؟ جوہری لکھتا ہے: جلباب ملحفہ سے عبارت ہے، یعنی لحاف کمبل اور چادر وغیرہ۔ ابن منظور لکھتا

ہے: جلباب قمیص ہے، ایسی پوشاک جو خمار اور اوڑھنی سے بڑی اور وسیع اور اور ردا سے کوتاہ ہوتی ہے، جس کے ذریعے عورت اپنے سر و سینہ کو چھپاتی ہے۔ بعض نے اس کو ملحفہ سے کوتاہ ایک کشادہ پوشاک سے تعبیر کیا ہے۔ ابن اثیر لکھتا ہے: جلباب لنگی اور چادر کو کہتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں جلباب ملحفہ ہے اور وہ مقنعہ کی طرح ہے جس کی مدد سے عورت اپنے سر و سینہ اور پشت کو چھپاتی ہے۔ فیومی مکتوب ابن فارس کے حوالے سے لکھتا ہے: جلباب ایسی پوشاک جس کی ذریعے عورت خود کو چھپاتی ہے[1]، لیکن مکتوب ابن فارس کچھ اس طرح ہے: ابو عمرو کہتا ہے: جلبہ مانند کوہ ایک بادل ہے اور جلب بھی اسی طرح ہے اور اس کی مثال عربی کا یہ شعر ہے: وَلَسَتبجلب جلب ریح وقرۃ لا بصفا صلد عن الخیر معزل[2] اور جلباب اسی سے مشتق ہے اور وہ پیراہن سے عبارت ہے اور اس کی جمع جلابیب آتی ہے۔

کلمات امیر المومنین علیہ السلام میں اس لفظ کے استعمال سے چند دوسرے نکات تک رسائی ہوتی ہے۔ پہلے ہمیں آپ کے کلام میں اس لفظ کے محل استعمال کو دیکھنا چاہئے۔ مفرد، جمع اور فعل کی صورت میں اس لفظ کے مشتقات کلام امام علیہ السلام نو جگہ ذکر ہوئے ہیں جن کی پہلے بھی نشان دہی کی جاچکی ہے۔ ہم یہاں پر شدّت اختصار کی بنا پر کلام امام کے شواہدی نمونوں کو قلم انداز کرتے ہوئے اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہیں:

کلام امام میں اس لفظ کے موارد استعمال سے پتہ چلتا ہے کہ جلباب اور جلباب پہننا، یہ استعمال تمامی موارد میں بطور مجاز ہے لیکن اس کے استعمال کی کیفیت کو دیکھتے ہوئے اس سے چند نکات اخذ کئے جا سکتے ہیں:

۱۔ جلباب وہ پوشاک ہے جس کو تمام پوشاکوں کے اوپر پہن سکتے ہیں۔ ۲ جلباب وہ پوشاک ہے جو پورے بدن کو ڈھانپ لیتی ہے۔ ۳ جلباب، مقنعہ اور خمار کی طرح خاص طور پر عورتوں سے مخصوص پوشاک نہیں ہے۔ بلکہ یہ پوشاک تقریباً کام کے لباس اور پوشاک کی طرح ہے جو گردن سے لے کر پیر تک پورے بدن کو حاوی و شامل ہوتی ہے اور مرد اور عورتیں کام کے وقت اس کو زیب تن کرتے ہیں۔ کیونکہ فقرات ۱، ۲، ۴، ۶، ۸ میں مخاطب یا ان کی خبر دینے والے سب مرد ہیں۔ واضح ہے کہ اگر جلباب عورتوں سے

۱۔ فیومی، المصباح المنیر، مادہ جلبب
۲۔ بیت تابط شراً (لسان العرب، مادہ جلب)

مخصوص کوئی لباس ہوتا تو اس کا استعمال مردوں کے تعلق سے کبھی نہیں ہوتا کیونکہ یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ مرد سے یہ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ اپنے سر پر تقوی کی چادر ڈالو۔

اب ہمیں اس بات کا جائزہ لینا ہے کہ اس تعلق سے مفسرین کیا کہتے ہیں: شیخ طوسی ابن عباس اور مجاہد سے نقل کرتے ہیں: جلباب، عورت کی اوڑھنی ہے اور جلباب وہ مقنعہ ہے جس کے ذریعے گھر سے باہر نکلتے وقت عورت اپنے سر اور پیشانی کو چھپاتی ہے، اور حسن کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: جلابیب وہ کپڑا ہے جس کے ذریعے عورت اپنے چہرے کو ڈھانپتی ہے[1] طبرسی نے مجمع البیان میں پہلے جیسا احتمال پیش کیا ہے، لیکن اس آیت کا سورہ نور کی ۳۱ویں آیت سے موازنہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ خمار جلباب کے علاوہ کوئی اور پوشاک اور لباس ہے۔ ان دو مفسرین کے مقابلے قرطبّی نے لکھا ہے کہ: جلابیب جمعِ جلباب، خمار یعنی اوڑھنی سے بڑی ایک پوشاک ہے، ابن عباس اور ابن مسعود کے بقول وہ ردا ہے اور مقنعہ سے بھی تعبیر کیا ہے، لیکن صحیح یہ ہے کہ جلباب وہ پوشاک ہے جو پورا بدن کو ڈھانپ سکے۔[2] محمد غوث مؤلف نثر المرجان نے بھی مبرّد سے اس جیسی تفسیر نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ ایسی پوشاک ہے جو تمام بدن کو ڈھانپ لے بالکل لحاف اور چادر وغیرہ کی طرح۔[3] علامہ طباطبائی لکھتے ہیں: جلابیب جلباب کی جمع ہے اور وہ ایسی پوشاک ہے جس کو عورت اپنے بدن پر ڈالتی ہے اور اس کے اندر اس کا سارا بدن چھپ جاتا ہے، یا خمار ہے جس سے عورت اپنے سر و صورت کو چھپاتی ہے۔[4]

مندرجہ بالا باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جلباب کو خمار، مقنعہ یا نصف بدن کو چھپانے والی پوشاک سے تعبیر کرنا ایک طرح کی سہل انگاری ہے اور اس کی درست تعریف وہی پوشاک یا لباس کے اوپر کی ایک اور پوشاک ہے جو پورے بدن کا احاطہ کرتی ہو۔

۱۔ طوسی، التبیان، ۳۲۷/۸،
۲۔ قرطبّی، الجامع لاحکام القرآن، ذیل تفسیر آیت ۵۹ سورہ احزاب
۳۔ نثر المرجان، چاپ سنگی، ۴۳۵/۵۔
۴۔ طباطبائی، محمد حسین، المیزان ۳۳۹/۱۶۔

۲۔"یدنین" سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ جلباب ایک ایسی پوشاک تھی جو آگے سے کھلی ہوتی تھی، اسی لئے آیت میں جلباب کے دونوں گوشوں کو بہم نزدیک کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس لفظ سے یہ بھی استفادہ ہوتا ہے کہ یہ کام عورتوں کو کسی ناپسندیدگی اور انزجار کے بغیر شوق و رغبت کے ساتھ انجام دینا چاہیئے۔

۳۔خمار

خمار، جلباب کے برخلاف سر کو ڈھانپنے والا کپڑے کا ٹکڑا ہے۔ اسلامی اور دور جاہلی کے شاعروں نے اسی معنی میں اس کا استعمال کیا ہے۔ مصلحت اختصار کے پیش نظر اس کے شواہد استعمال کو قلم انداز کیا جارہا ہے۔ تخمیر یعنی سر یا صورت کا خمار سے پوشیدہ کرنا۔ حدیث کا یہ فقرہ: "فَخَمَّرْتُ وَجْهِي بِجِلْبَابِي" اس بات کا منھ بولتا ثبوت ہے۔[1]

۴۔جیب

جیب، اس کی جمع جیوب آتی ہے اور یہ گریبان کے معنی میں ہے۔ بطور مفرد اس لفظ کا استعمال پہلی بار سورۂ نمل کی آیت ۱۲ میں اور دوسری بار سورۂ قصص کی آیت ۲۲ میں اور بطور جمع سورۂ نور کی آیت نمبر ۳۱ میں ہوا۔

ان تمام توضیحات اور سورۂ نور واحزاب، اور دوسری آیات کے موارد استعمال میں غور و فکر نیز نہج البلاغہ، خطبۂ فدکیہ اور اسلامی و جاہلی دور کے شاعروں کے شعر کا مطالعہ کرنے سے چند باتیں روشن ہوتی ہیں:

۱۔ خمار اور جلباب دونوں ایک نہیں ہیں۔ خمار سر کو ڈھانپنے کیلئے اور جلباب ظاہرا گردن سے لے کر پیر تک پورے بدن کو ڈھانپنے والی پوشاک ہے اگرچہ سر کے اوپر سے بھی اس کو پہن سکتے ہیں۔ ۲۔ جلباب ایسی پوشاک تھی جو آگے سے کھلی ہوتی تھی۔ حکم حجاب آنے کے بعد مسلمان عورتوں کو اس کے دونوں گوشوں کو بہم چسپاں اور نزدیک کرنے کا حکم دیا گیا۔ خمار کافی لمبی چوڑی پوشاک تھی کیونکہ مسلمانوں عورتوں کو حکم دیا گیا کہ وہ اس کو اپنے گریبانوں تک لائیں اور سینہ و گردن کا پردہ کریں۔

۱۔ بخاری، المغازی، ۱۴۹/۵

حکم حجاب کا اجمالی جائزہ از روئے قرآن

مسئلہ حجاب کا ذکر خصوصیت کے ساتھ قرآن کے دو سوروں میں ہوا ہے۔ پہلے یہ مسئلہ اجمالی طور پر سورۂ احزاب کی آیت ۵۹ میں اور پھر سورۂ نور کی ۳۰ ویں اور ۳۱ ویں آیت میں ذرا تفصیل کے ساتھ بیان ہوا ہے۔

سورۂ احزاب کی آیت ۵۹ میں ارشاد ہوتا ہے: يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللهُ غَفُورًا رَحِيماً اے پیغمبر اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مومنین کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی چادروں کو اپنے سروں کے اوپر سے اپنے جسموں پر لٹکالیا کریں کیونکہ یہ طریقہ ان کی شناخت سے قریب تر ہے [کہ لوگ انھیں عفیفہ و پاکدامن سمجھیں گے] اور اس طرح وہ اذیت و آزار سے محفوظ رہیں گی۔

لغویین اور مفسّرین کا اتفاق ہے کہ "ادنائے جلباب" کے معنی میں چہرہ کا چھپانا لازمی طور پر داخل ہے۔ چنانچہ علامہ زمخشری نے تفسیر کشاف، ج ۲، ص ۲۲۱ میں لکھا ہے: مَعنَى يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ يرخينها عَلَيْهِنَّ وَيَغْطِينَ بِهَا وُجُوهَهُنَّ۔ بحوالہ کتاب اثبات پردہ مؤلف آیت اللہ علی نقی قدس سرہ

اسی طرح خطیب شیرینی نے سراج منیر ص ۲۵۵ میں لکھا ہے:

"يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ" کا مطلب ہے کہ اپنے تمام چہروں اور جسموں کو چھپالیں اور کوئی جز وان میں کا کھلا ہوا نہ چھوڑیں۔ بحوالہ کتاب اثبات پردہ، ص ۳۶۔ اس کے بعد ذرا تفصیل کے ساتھ سورۂ نور کی آیت ۳۰ اور ۳۱ میں ارشاد ہوتا ہے: " قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ إِنَّ اللهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ، وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَىٰ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ وَتُوبُوا إِلَى اللهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ" اے پیغمبر آپ مومنین سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں

کی حفاظت کریں کیونکہ اسی میں زیادہ پاکیزگی ہے اور اللہ ان کے اعمال و افعال سے بخوبی آگاہ ہے ۔اور مومن عورتوں سے بھی کہہ دیجئے کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینتوں کو ظاہر نہ کریں سوائے اس کے جو خود بخود ظاہر ہے اور اپنی اوڑھنیوں کو اپنے گریبانوں پر ڈال کر رکھا کریں اور اپنی زینتوں کو اپنے شوہروں ،باپ داداؤں ،شوہروں کے باپ داداؤں ،اپنے بیٹوں ،اپنے شوہروں کے بیٹوں ،اپنے بھائیوں ،اپنے بھائیوں کے بیٹوں ،اپنی بہنوں کے بیٹوں ،اپنی جیسی دوسری عورتوں ،اپنے غلاموں اور کنیزوں اور ایسے تابع افراد جن میں عورت کے لئے کوئی خواہش اور رغبت نہ پائی جاتی ہو اور وہ بچے جو عورتوں کی چھپانے کی چیزوں سے ناواقف ہیں اور ان سے کوئی سروکار نہیں رکھتے ہیں [یعنی جنسی شعور نہیں رکھتے ہیں]ان سب کے علاوہ کسی پر ظاہر نہ کریں اور ہرگز زمین پر اپنے پیروں کو مارتے ہوئے نہ چلیں کہ جس زینت کو چھپائے ہوئے ہیں اس کا دوسروں کو علم ہو جائے۔اے مؤمنو! سب کے سب، مرد ہو کہ عورت، خدا کی بارگاہ میں توبہ کرو شائد کہ فلاح پا جاؤ۔اس کے بعد آگے ارشاد ہوتا ہے اور جو عورتیں ازکار افتادہ ہیں اور نکاح سے مایوس ہو چکی ہیں اگر وہ اپنا حجابی لباس اتار کر رکھ دیں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے ،بشرطیکہ وہ اپنی زینت کو آشکار نہ کریں اور عفاف و پاکی کا راستہ اختیار کرنا ان کے لئے بہتر ہے اور اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔سورۂ نور کی آیت ۳۰ ’’ قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ .. ‘‘کی شان نزول کے تعلق سے جناب کلینی اپنی سند کے ساتھ سعد اسکافی سے نقل کرتے ہیں کہ امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: ایک انصاری جوان، شہرِ مدینہ میں ایک عورت سے روبرو ہوا۔اس وقت عورتوں کے سر کے ڈھکنے کا طریقہ کچھ اس طرح کا ہوتا تھا کہ ان کے کان نمایاں رہتے تھے۔جب عورت اس جوان کے پاس سے گزری تو جوان نے اپنے سر کو موڑا اور اسی پوزیشن میں چلتے ہوئے اس کے حسن کا دیدار کرتا رہا اور اسی عالم میں گلی میں داخل ہوا، نتیجہ یہ نکلا کہ سامنے نہ دیکھنے کی وجہ سے اس کا چہرہ ایک ہڈی یا کسی تیز دھار چیز سے ٹکرایا جو دیوار سے باہر نکلی ہوئی تھی اور زخمی ہو گیا۔جب وہ عورت اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئی تب کہیں جا کر اس کو ہوش آیا اور جب ہوش آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کا بدن اور لباس خون خون ہو گیا ہے۔اس وقت اس نے کہا خدا کی قسم میں رسولخدا ﷺ کی خدمت میں جاؤں گا اور آپ کو حقیقت حال سے باخبر کروں گا۔جب وہ رسول خداؐ کی خدمت میں پہونچا تو آپ ﷺ نے اس کی احوال پرسی کی اور اس نے سارا ماجرا کہہ سنایا۔اس کے بعد جبرئیل امین یہ آیت لے

کر نازل ہوئے " قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ۚ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ [۱] "

سیوطی نے بھی اس شان نزول کو ابن مردویہ سے نقل کرتے ہوئے امام علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔[۲]
اس شان نزول سے استنباط کیا جاسکتا ہے کہ حجاب کی تشریح اور نظر کی حد بیان کرنے کے تعلق سے سب سے پہلے نازل ہونے والی آیات یہی سورۂ نور کی آیات ہیں۔ اس آیت سے علمائے کرام اور آیات عظام نے حذف متعلق کی بنا پر افادۂ عموم کیا ہے اور کہا ہے کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ سر سے لے کر پیر تک پورے جسم کا پردہ واجب ہے۔

تاریخی مطالعات سے پتہ چلتا ہے کہ ان آیتوں کے نزول کے بعد مسلمان عورتوں نے حجاب کے تعلق سے مختلف رویہ اختیار کیا اور ان آیتوں کے سننے کے ساتھ عورتیں حجاب کی کیفیت میں تبدیلی کی ضرورت سے روشناس ہوئیں، چنانچہ اسی وجہ سے ان آیات کے نزول کے بعد عورتیں اجتماعی پروگراموں میں مختلف حجابی پوشاکوں کے ساتھ حاضر ہونے لگیں۔ بطور مثال ملاحظہ ہو طبری [۲۲۴-۳۱۰ھ] کی یہ حدیث جس کو اس نے اپنی تفسیر میں جگہ دی ہے: عَن عَائِشَةَ زَوجِ النَّبِی ﷺ أنها قَالَت يَرحَمُ اللهُ النِّسَاءَ المُهَاجِرَاتِ لماَ أنزَلَ اللهُ "وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ... شَقَقْنَ اكثف مُرُوطهُنَّ فَاخْتَمِرْنَ بِه [۳] یعنی حکم حجاب کے نازل ہونے کے بعد مہاجر خواتین نے اپنی ضخیم ترین پشمی چادر یا پوشاک وغیرہ کو کاٹ کر اس سے اپنے سر و گردن کا پردہ کیا۔

سیوطی [۹۱۱-۸۴۹ھ] بھی اپنی سند کے ساتھ ام سلمہ سے نقل کرتے ہیں کہ آیت " يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ " کے نزول کے بعد انصار کی عورتیں کالی پوشاک پہن کر اپنے گھروں سے باہر نکلتی تھیں، انھیں دیکھ کر ایسا لگتا تھا کہ جیسے ان کے سر پر کوّا بیٹھا ہوا ہے۔[۴] سیوطی کے بقول یہ بات سورۂ نور کی

۱۔ محمد کلینی، کافی، ج۵، ص۵۲۱:

۲۔ منقول از محمد حسین طباطبائی، المیزان، ج۱۵، ص۱۱۶ اور ک: فتح القدیر، ج۴، ص ۲۳

۳۔ ابن جریر طبری، ابن جریر، جامع البیان، ج۹، ص۳۰۶: «المرطب الکسر واحد المروط وهی أکسیه من صوف اوخز کان یؤتزر بها».
ور.ک: اسماعیل جوہری، صحاح جوہری

۴۔ ما نزلت هذه الآية «یدنین علیهن من جلابیبهن "خَرج نِسَاءُ الأنصارِ كأنَّ عَلىٰ رُؤُسِهِنَّ الغرباء من أكسية سود يلبسنها" (جلال الدین سیوطی، الدرالمنثور، ج ۵، ص ۲۲۱)

آیت "وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ" کے ذیل میں بھی روائی مجموعوں میں نقل ہوئی ہے۔[۱] ایک دوسری جگہ موجود ہے کہ حضرت عائشہ کے سامنے زنان قریش کی برتری کی بات چھڑ گئی، اس وقت انھوں نے کہا بیشک زنان قریش فضیلتوں کی مالک ہیں لیکن خدا کی قسم میں نے کتاب خدا کی پابندی اور قرآن پر ایمان کے تعلق سے انصار کی خواتین سے بہتر کسی کو نہیں پایا۔ جب آیت "وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ" نازل ہوئی اور مردوں نے یہ آیت گھروں میں اپنی عورتوں کو سنائی اس کے بعد ان عورتوں میں سے ہر ایک نے اپنے لباس سے اپنے سر و گردن اور چہرے کے کناروں کا پردہ کیا۔ جب وہ صبح کی نماز میں رسولخدا ﷺ کی اقتدا میں نماز کے لئے کھڑی ہوتی تھیں تو اپنے سر و گردن کو چھپا کر کھڑی ہوتی تھیں، انھیں دیکھ کر ایسا لگتا تھا جیسے ان کے سروں پر کوا بیٹھا ہوا ہے۔[۲]

گزشتہ باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگ ان آیتوں کے نزول کے بعد، اجتماع میں اور نامحرموں کے درمیان عورتوں کے حضور کی کیفیت میں تجدید نظر کی ضرورت کے قائل تھے۔

فقہائے عظام اور مفسرین کرام نے بھی ان آیتوں سے نامحرم مردوں کے سامنے عورتوں کے لئے ایک خاص قسم کی پوشاک کی ضرورت پر زور دیا ہے۔[۳] اور اس کو واجب جانا ہے۔

سورہ نور کی ۳۰ویں اور ۳۱ویں اور سورۂ احزاب کی ۵۳ویں آیت کی دلالت کے حدود کے تعلق سے بھی علمائے کرام اور مفسرین کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔

ان دو آیات کریمہ میں استعمال شدہ الفاظ کے معانی اور زبان عرب اور دور مرسل اعظمؐ کے مسلمانوں کی عرف میں ان الفاظ کے طریقہ استعال کا جائزہ لینے کے بعد بخوبی پتہ چلتا ہے کہ از روئے قرآن حجاب کے وجوب میں کسی کو بھی کوئی شک و شبہ نہیں ہے، بلکہ اس بات پر تمام علمائے کرام اور دانشوران اسلام بلکہ

۱۔ جلال الدین سیوطی، درالمنثور، ج ۵، ص ۴۲، "أخرج البخاری وأبو داود والنسائی وابن جریر ابن المنذر وابن أبی حاتم وابن مردویه والبیهقی فی سننه عن عائشة قَالَتْ: رَحِمَ اللهُ نساءَ المهاجِراتِ الأُوَلِ لِما أَنزَلَ اللهُ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ أَخَذَ النِساءُ أُزُرَهُنَّ فشققْنَها مِنْ قَبلِ الْحَواشِي فَاخْتَمَرن بِها۔"

۲۔ جلال الدین سیوطی، درالمنثور، ج ۵، ص ۴۲۔ موجودہ تحقیق کی روشنی میں یہ مطالب تشیع کی کتب روائی میں نہیں ملے

۳۔ ر.ک: ابوبکر جصاص، احکام القران، ج ۳، ص ۳۱۵ - ۳۱۹ و ۳۶۹ - ۳۷۲؛ سعید راوندی، فقہ القران، ج ۲، ص ۱۲۷ - ۱۳۰؛ فاضل مقداد، کنزالعرفان، ج ۲، ص ۲۲۰-۲۲۴ واحمد اردبیلی، زبدہ البیان، ج ۲، ص ۶۸۴ - ۶۹۹.

مؤمنین و مسلمین کا اتفاق ہے۔البتہ اس کے حدود میں اختلاف ضرور ہے، لیکن اس سے اصل حجاب پر کوئی ضرب نہیں پڑتی ہے ۔بعض علمائے اسلام آیات حجاب اور حجاب سے مربوط روایات کی رو سے وجہ و کفین۔چہرہ اور ہاتھوں۔ کو مستثنی کئے بغیر سر سے پیر تک پورے جسم کا پردہ واجب جانتے ہیں۔اس تعلق سے ہمارے ہندوستان کے دو آیات عظام جناب سید باقر صاحب طاب ثراہ اور جناب سید العلما علی نقی عرف نقن صاحب طاب ثراہ قابل ذکر ہیں ۔اس بات کے اثبات کے لئے اول الذکر نے اسداًالرغاب نامی اور آخر الذکر نے اثبات پردہ نامی مستقل کتاب لکھی ہے۔دونوں نے اس کتاب میں بالعموم اور دلیلوں کو استناء کئے بغیر پورے جسم کے پردہ کو واجب جانا ہے اور اس طرح سے یہ کتابیں دونوں کی اجتہادی کتابیں شمار ہوتی ہیں۔اس کے علاوہ علمائے کرام اور فقیہان ذوی الاحترام کا دوسرا گروہ ہے جو وجہ وکفین [چہرہ اور ہاتھوں] کے استثناء کے ساتھ پردہ کے وجوب کا قائل ہے۔جو علمائے کرام عمومیت کے ساتھ وجوب حجاب کے قائل ہیں وہ آیۂ ''غضّ بصر'' کو اپنا مستند قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس آیت میں حذف متعلق افادۂ عموم کرتا ہے ۔یہ بات اگرچہ اپنی جگہ صحیح ہے اور کوئی بھی اس کا منکر نہیں ہے حتی وہ گروہ بھی جو وجہ وکفین کے استثناء کے ساتھ وجوب حجاب کا قائل ہے لیکن وہ گروہ آیۂ'' قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ اَلْخ ''کے عموم کیلئے آیۂ '' وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ''میں اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا, کو مخصّص و مقید مانتا ہے۔ ان کے نزدیک ''اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا '' کی تخصیص مانع افادۂ عموم ہے۔خلاصہ ہر طرح سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حجاب کا وجوب قرآن وحدیث اور سیرۂ زنان مسلمین کی رو سے ایک ناقابل انکار حقیقت ہے،البتہ حدود حجاب میں کہ کتنا پردہ واجب اور کتنا واجب نہیں ہے اس میں علمائے اسلام کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔